اڑیسہ اردو لائبریری کے بیش سال

اڑیسہ اردو لائبریری کے بیش سال

ڈاکٹر حفیظ اللہ نیولپوری

باسمہ

دہائی زمین اڑیسہ میں اپنی تاریخ کے ہزار سالہ جشن طرب انگیز کا مشاہدہ کرنے والے شہر
ٹک کے آغوش میں جہاں تاریخی عظمت و سطوت کی بہت سی ناقابل فراموش نشانیاں
بکھری ہوئی ہیں، ان میں "اردو لائبریری آف اڑیسہ" کی حیثیت منفرد ہے۔ یہ لائبریری
یک عظیم انسان کے ذہنی، فکری اجتہاد اور جذبۂ عمل کا ایک دلفریب مرقع ہے۔ اگر بہ نظر غائر
اس عظیم ہستی کے کردار و شخصیت کا جائزہ لیا جائے تو وہ جذبۂ عمل اور عزم مصمم کی فلک
وس شعاعوں کا امین اور تساہل پسند و انحطاط پذیر قوم کا معین نظر آئیگا۔

۱۹۶۹ء میں آئی۔ اے۔ ایس کے اعلا عہدہ سے سبکدوش ہونے کے بعد اڑیسہ کے
اس سپوت کے سامنے فلسفۂ حیات نے ایک نیا موڑ لیا اور موصوف بالآخر اس نتیجہ پر
پہنچے کہ کثرت کار و مکروہات روزگار کا نتیجہ محض اکتساب معاش کی حدوں میں شروع
ہو کر ختم ہو جاتا ہے اور زندگی بھر کی عوامی خدمات کا نقش اتنا موہوم ہو جاتا ہے کہ انسان
اپنے صحیح خدوخال کا جائزہ بھی لے نہیں سکتا ـــ زندگی کے حقائق کی روشنی میں جناب
معین الدین احمد نے ملازمت سے سبکدوش ہونے کے بعد رخش عمری کی ستیزہ گامی کے تعطل
سے پیدا ہونے والی پژمردگی کو دور کرنے اور رخش حیات میں ایک نئی روح پھونکنے کی غرض
سے اسے مہمیز کیا اور کچھ ایسے کارہائے نمایاں انجام دینے کا فیصلہ کیا جن سے خوابیدہ اور
تساہل پسند قوم کی رگوں میں حیات کی پرجوش لہریں جاری ہو سکیں اور علم و آگہی کے نور
سے لسانی اقلیت کے مکفوف البصر افراد بصیرت کی ضیاء حاصل کر سکیں۔

حاجی معین الدین احمد کے سامنے ایک طرف خدابخش خاں کے بے مثال کارنامہ کے طور پر پٹنہ
میں انکی قائم کردہ (فقید المثال "خدابخش اورینٹل پبلک لائبریری" تھی تو دوسری طرف
حکیم عبدالحمید صاحب کے اجتہاد عمل کی زندہ مثال "ہمدرد ٹرسٹ" سے لے کر دہلی کے تغلق آباد
میں قائم یونانی ادویات کا تحقیقاتی مرکز اور دیگر اسلامی اور ثقافتی مراکز تھے۔ متاخرین
میں "الامین" کے موسس ڈاکٹر ممتاز احمد خاں کے گوہر اخلاص میں جگمگاتے کارنامے
تھے، جنھوں نے اپنی جواں عمری میں "الامین" کو ایک قومی تحریک کی عظمت عطا کی اور
جنوبی ہند میں تقریباً ستر ایسے تعلیمی اور فلاحی ادارے قائم کیے جن میں آرٹس اور
سائنس، فارمیسی کالج، صنعتی تربیت کے مراکز، تین جونیئر کالج، پندرہ ہائی اسکول

۵۰ پرائمری اسکول، پانچ اسپتال، دو یتیم خانے، ایک کوآپریٹو بینک، خواتین کی پالی ٹکنک ایک پرنٹنگ ہاؤس، الکٹرونک انڈسٹری اور ”تج ہاؤس“ قابلِ ذکر ہیں۔

ملازمت سے سبکدوش ہونے کے بعد حاجی معین الدین احمد نے شہر کٹک میں لسانی اقلیت کی فلاح و بہبود اور فکر و دانش کی پرورش و پرداخت کے لئے ایک پبلک اردو لائبریری کے قیام کا منصوبہ بنایا ـــــ ایک ایسی لائبریری جو کٹک کی تاریخ میں نہ صرف یادگار بن سکے بلکہ قوم و وطن کے لئے علمی اور ثقافتی سرگرمیوں کا مرکز بن سکے۔ لیکن اس منصوبہ کو عملی جامہ پہنانے کے لئے نہ ہاتھ میں کوئی رقم تھی نہ عمارت کی تعمیر کے لئے زمین تھی نہ کوئی اثاثہ۔ صرف خوداعتمادی کا تیقون تھا۔

ہمت پرواز ابھی دل میں ہے
لاکھ کوئی نوچ ڈالے پر تمام

موصوف نے ۳۰ اگست ۱۹۷۷ء کو گورنر اڑیسہ ڈاکٹر شوکت اللہ انصاری کے ہاتھوں عزم مصمم کی شمع روشن کرواکر لائبریری پراجکٹ کا افتتاح کروایا اور اسی شام مدرسہ سلطانیہ بخشی بازار کے احاطے میں ”اردو لائبریری“ کا قیام عمل میں آیا۔ سب سے پہلے حاجی معین الدین احمد نے موسس کی حیثیت سے ایک بڑی رقم لائبریری فنڈ کو عطا کی ـــ اڑیسہ کے کثیر الاشاعت اڑیا روزنامہ ”سماج“ کے مدیر ڈاکٹر رادھا ناتھ رتھ نے پانچ ہزار عطیہ دیا ـــ اس کے بعد حاجی معین الدین نے اپنے شب و روز لائبریری کے نام کردیئے، سوتے جاگتے بس یہی فکر کہ ”اڑیسہ اردو لائبریری“ کا قیام کس طرح عمل میں آئے۔ اس ضمن میں اندرونِ ریاست و بیرونِ ریاست کے باشعور لوگوں سے رابطہ قائم کرکے ان کا تعاون حاصل کرنے کے لئے برسوں سرگرداں رہے۔ حتیٰ کہ دہلی جاکر وزیر اعظم مسز اندرا گاندھی سے ملاقات کی، حیدرآباد جاکر پرنس مفخم جاہ سے ملے، بمبئی جاکر بوہرہ فرقہ کے روحانی پیشوا حضرت سیدنا برہان الدین کی خدمت میں مالی امداد کے لئے عرضداشت پیش کی۔ اپنی پیرانہ سالی کے باوجود موصوف اس مشن کے تحت اڑیسہ اور اڑیسہ کے باہر سفر کی صعوبتیں اٹھاتے رہے اور سفر کے تمام اخراجات

اپنی جیب سے ادا کرتے رہے۔ مرحوم ڈاکٹر جلال الدین احمد لائبریری کے خازن تھے۔ جہاں سے جو بھی رقم حاصل ہوتی تھی جوں کی توں اسٹیٹ بینک میں رکھ دی جاتی تھی کیونکہ حاجی معین الدین احمد نے اس بات کا اعلان کر رکھا تھا کہ مقررہ مدت کے اندر پچاس ہزار روپے کا انتظام نہ ہو سکا تو جن حضرات کے عطیات قبول کئے گئے ہیں انھیں جوں کے توں واپس کر دیئے جائیں گے۔"

راقم الحروف کا مقصد زیر نظر مضمون میں محض حاجی معین الدین احمد کی مدح سرائی کرنی نہیں ہے بلکہ اردو دنیا کے سامنے ایک حقیقت کا انکشاف کرنا ہے کہ ملازمت سے سبکدوش ہونے کے بعد اپنی پیرانہ سالی میں صرف عزم مصمم کے سہارے موصوف نے ہر طرح کی مخالفت، مخاصمت، منافرت اور معاندانہ سازشوں کا مقابلہ کرتے ہوئے اپنے اس عظیم منصوبے کو پایۂ تکمیل تک پہنچایا۔ شہر کٹک کے مرکز میں مشن روڈ پر گوتم بدھ چوک کے مقابل اردو لائبریری کی دو منزلہ عمارت اور اس کی Maintenance کا معیار حاجی معین الدین احمد کے جہد مسلسل، ایثار اور اعلا ذوق کا آئینہ دار ہے۔ لائبریری کے قیام کے لئے زمین حاصل کرنے کے سلسلے میں تعصب پرست اور اردو دشمن عناصر نے جتنی رخنہ اندازی نہ کی تھی نام نہاد ہم زبان اپنوں نے صرف روڑے ہی نہیں اٹکائے بلکہ پتھراؤ تک سے بھی گریز نہیں کیا۔ لیکن اس کے باوجود ازلیہ کا یہ پیرانہ سال مجاہد قلب شکستہ میں ہزاروں زخم کھائے اپنے ٹوٹتے ہوئے اعصاب اور چھیجتے ہوئے جسم کے ساتھ دن رات لائبریری کی تعمیر کا سودا سر پر لئے منزل کی جانب گامزن رہا۔ گذشتہ بیس برسوں میں میں نے ذاتی طور پر محسوس کیا ہے کہ رنج و غم ہو یا خوشی کی تقریب، علالت ہو یا مسافرت کبھی بھی ایک پل کے لئے لائبریری کے خیال سے غافل نہیں رہا۔

لائبریری کی زمین کے حصول کے سلسلہ میں جو مشکلات درپیش تھیں ان کے حل کے لئے شہر کٹک کے کسی بھی ہم زبان نے کوئی مدد نہ کی، لیکن ڈاکٹر رادھا ناتھ رتھ کی سفارش پر وزیر اعلا وشوناتھ داس نے یہ زمین تو عطا کر دی لیکن اس پر ... شر پسند عناصر کا قبضہ تھا۔ انھیں سے زمین کو آزاد کرا کر لائبریری کا سنگ بنیاد

رکھنے تک غیر معمولی پریشانیاں لاحق رہیں۔ بالآخر ۲۷ اپریل ۱۹۷۳ء کو وزیر اعلیٰ
دشوناتھ داس نے سنگ بنیاد رکھا۔ جون ۱۹۷۵ء میں گراؤنڈ فلور کی تعمیر مکمل
ہونے پر مدرسہ سلطانیہ کے احاطہ سے لائبریری اپنی عمارت میں منتقل ہو گئی۔ اس
وقت تک اردو، اڑیا، انگریزی کتابوں کا اچھا خاصا ذخیرہ فراہم ہو چکا تھا۔
خاص طور پر لائبریری کے ریڈنگ ہال میں ملک کے تقریباً تمام اہم اخبارات اور
رسائل میزوں پر سجے رہتے تھے۔ قارئین کے اژدہام سے ہال کھچا کھچ بھرا رہتا تھا۔
شہر کے قدیم Padhiary Liabrary کے ریڈنگ ہال سے زیادہ قارئین اڑیسہ
اردو لائبریری کے ہال میں جمع ہونے لگے جس کا اندازہ مشن روڈ کے کنارے
لائبریری کے گیٹ پر لگی ہوئی سائیکلوں اور موٹر سائیکلوں کی بھیڑ سے لگایا
جا سکتا ہے۔

حاجی معین الدین احمد اپنی فقید المثال مخلصانہ دیانت داری کا ثبوت دیتے
ہوئے ۱۹۷۶ء تک لائبریری کو خود کفیل کر دیا اور ساتھ ساتھ اس کی پوری جائداد
کا ایک ٹرسٹ بھی قائم کر دیا تاکہ مستقبل میں اس قومی اثاثہ پر کسی کا غاصبانہ قبضہ
نہ ہو سکے۔

اڑیسہ کی کسی بھی یونیورسٹی میں اردو میں ایم۔ اے کی تدریس کا کوئی انتظام
نہیں ہے، چنانچہ اردو لائبریری نے اپنے احاطۂ عمل میں ۱۹۷۷ء سے ایم۔ اے
کلاسیز کا آغاز کیا اور یہاں سے فارغ شدہ متعدد طلباء و طالبات نے اتکل
یونیورسٹی سے امتیاز کے ساتھ ایم۔ اے کی ڈگریاں حاصل کیں اور حسب موقع اعلا
عہدوں پر فائز بھی ہوئے۔ آج بھی یہ سلسلہ ڈاکٹر شیریں باسط کی
نگرانی میں جاری ہے۔ اردو لائبریری کی جانب سے ۱۹۷۴ء سے اڑیسہ کے غریب
و نادار مسلم طلباء و طالبات کو وظائف عطا کئے جاتے ہیں تھے لیکن ۱۹۸۸ء میں اردو
لائبریری ٹرسٹ کی ایک شاخ "اردو ایجوکیشن فاؤنڈیشن" کے نام سے قائم
ہوئی، حاجی معین الدین احمد نے اپنے افراد خاندان کے اشتراک سے ایک لاکھ روپے
اس فاؤنڈیشن کے حوالے کئے جو Fixed Deposite کے طور پر بنک میں

رکھے گئے۔ اس رقم پر ملنے والے سالانہ Interest کو بطور وظیفہ دیا جاتا ہے۔ اس کے علاوہ "اردو ایجوکیشن فاؤنڈیشن" کا کام اسلامی کتابوں کی اشاعت اور ثقافتی تقاریب کا انعقاد ہے۔ اس ضمن میں تادم تحریر

1. NAMAZ SELF TAUGHT
2. ULAMA THE BOON & BANE OF SOCIETY
3. علماء ـــــ اسلامی معاشرہ کے عروج و زوال کا باعث

یہ تینوں کتابیں حاجی معین الدین احمد کی فکری ابلاغ کا نتیجہ ہیں۔

اردو لائبریری کی معمولات میں رنگا رنگ ادبی اور ثقافتی پروگرام کا انعقاد بھی رہا ہے۔ ۱۹۷۱ء سے ۱۹۸۰ء تک اردو لائبریری کے زیر اہتمام ہر ماہ پابندی کے ساتھ مشاعرے اور مذاکرے ہوتے رہے ہیں۔ ادبی اور ثقافتی پروگرام کے باقاعدگی کے ساتھ انعقاد کے سلسلے میں شہر کا یہ واحد ادارہ سمجھا جاتا رہا ہے۔ جس کے زیر اہتمام اقبال صدی تقریبات، مرزا غالب تقریبات، اردو لائبریری کی دس سالہ تقریبات، یوم نجمی، آزادی کے بعد سے ہندوستان میں اردو، اردو اور اڑیا ادب کا تقابلی مطالعہ اور دیگر اہم موضوعات پر متعدد سمینار اور مختلف یادگار جلسے ہوتے رہے ہیں۔ جن میں شہر کے اردو دوستوں کے جم غفیر کے علاوہ عمائدین ادب مہمانان خصوصی کے طور پر شرکت کرتے رہے ہیں۔

"اردو لائبریری آف اڑیسہ" جسے حاجی معین الدین احمد نے پٹنہ کے خدا بخش لائبریری کے ڈھانچہ پر قائم کیا تھا، اصولاً اس کا نام **"حاجی معین الدین احمد اردو لائبریری"** ہونا چاہیئے تھا، لیکن موصوف نے بے لوث خدمات اور عمر عزیز کے قیمتی حصے کی تمام سانسوں کو جوڑ کر جو لائبریری قائم کی اس سے کسی قسم کی ناموری حاصل کرنے کی کوشش نہ کی ـــ حالانکہ اس دورِ کم عیار میں جب ہماری قوم کسی کے احسان کی قندیل کو اپنی یادداشت کے طاق پر بہ دیر رکھنا گوارہ کرتی نہ ہو اور دوسروں کا اثاثہ ایثار رکھنے کے لئے طاق نسیاں سمجھ رکھے ہوں تو آنے والے دور میں کتنے اس کے محسن کو یاد رکھ سکیں گے ـــ

آج اردو لائبریری کے قیام کو بیس سال ہو رہے ہیں قلب شہر میں عین شاہراہ پر قائم اس وسیع و عریض لائبریری کو عظیم اثاثہ عطا کرنے کے ساتھ انگریزی کی ۱۳۹۶، اردو کی ۱۳۰۰۹ اور اڑیا کی ۷۷ کتابوں کا ذخیرہ، کل کتابیں ۱۴۴۸۲ قیمتی فرنیچر، دو منزلہ عمارت، بے مثال دار المطالعہ سب کچھ اس درویش صفت انسان کی پر خلوص کاوشوں کی دین ہے، جس نے اپنی زندگی لائبریری کے لئے وقف کر دی۔

اڑیسہ اردو اکادمی کے قیام کے سلسلہ میں تیرہ سالہ کد و کاوش کے بعد جب یہ اونٹ کسی کروٹ بیٹھتا نظر نہ آیا تو بالآخر حاجی معین الدین احمد نے اردو لائبریری اور اس کے کل اثاثہ کی حکومت اڑیسہ کو اس غرض سے پیشکش کی تاکہ ریاستی حکومت کو اردو اکادمی کے قیام میں کسی طرح کا تامل نہ ہو، لیکن شہر کے چند ہمزبان دوستوں کے اختلافات کی بنا پر لائبریری سرکاری تحویل میں جانے سے بال بال بچ گئی اور شاید اس کی وجہ محض یہ تھی کہ ؎

جلوتیانِ مدرسہ کور نگاہ و مردہ ذوق
خلوتیانِ مے کدہ کم طلب و تہی دست
(اقبالؔ)

لائبریری کی بنا ڈالنے سے لے کر بیس سال تک شب و روز کی محنت اور لائبریری کی دیکھ بھال سے تھک جانا فطری بات ہے اس کے علاوہ ۸۰ سال کی عمر ذہنی سکون جسمانی آرام اور قلبی راحت کی متقاضی بھی ہے۔ چنانچہ حاجی معین الدین کے ذہن میں لائبریری کی ذمہ داریاں سنبھالنے کے لئے کسی ایسے شخص یا ادارہ کی تلاش تھی جو اردو لائبریری کی پیش رفت میں کسی طرح کی کوتاہی نہ کرے بلکہ ان کے خوابوں کے اس شیش محل کو حسن ذوق کا اعلا نمونہ بنا کر پیش کر سکے۔ اردو لائبریری کے ٹرسٹی کی حیثیت سے یوں تو انھیں یہ حق پوری طرح حاصل تھا کہ وہ اپنے ورثا میں سے کسی کو اس کا ٹرسٹی مقرر کرتے۔ لیکن انھیں یہ بات گوارہ نہ تھی۔ شہر کٹک میں وراثت کی دو زندہ مثالیں موجود تھیں جہاں کثیر الاشاعت روزناموں کے دو عوامی اداروں نے اپنے ورثا کو متولی قائم کر کے پشت بالپشت ان اداروں پر ذاتی تسلط قائم رکھنے کے رواج کا آغاز کیا تھا۔ چنانچہ موصوف کسی قابلِ اعتماد ادارہ کی تلاش میں تھے،

کہ ان کا رابطہ پٹنہ کے خدا بخش اورینٹل لائبریری کے ڈائرکٹر ڈاکٹر عابد رضا بیدار سے ہوا۔ انہوں نے بیدار صاحب کے سامنے تجویز رکھی کہ اگر خدا بخش لائبریری اڑیسہ میں اپنی مستقل شاخ قائم کرنا چاہے تو اس ضمن میں اردو لائبریری کا کل اثاثہ حاضر ہے۔ ڈاکٹر بیدار نے جون ۱۹۸۹ء میں خدا بخش لائبریری کی برانچ قائم کرنے کے سلسلہ میں اڑیسہ اردو لائبریری کا جائزہ لینے کے لئے اپنے دو نمائندے کٹک بھیجے اور ان کی مثبت رپورٹ پر حکومت ہند کی وزارت برائے ثقافتی امور کے سامنے یہ پیشکش رکھی۔ حکومت ہند کی جانب سے معاملات تقریباً ۹۰ فی صد طے پا چکے تھے، محض دس فیصد رسمی معاملات کی تکمیل ہونی تھی کہ اسی دوران بنگلور کے ادارہ "الامین" کے موسس ڈاکٹر ممتاز احمد خاں نے مشرقی ہند میں اپنی تعلیمی اور فلاحی تحریک کی ایک شاخ قائم کرنے کی خواہش ظاہر کی اور اڑیسہ اردو لائبریری کو اس کا مرکز بنانا چاہا۔

حاجی معین الدین احمد کشمکش کے دوراہے پر کھڑے تھے، ایک طرف اردو لائبریری کے لئے مرکزی حکومت کا آہنی تحفظ اور وسائل کی فراوانی تھی، ناموری کے اسباب اور علمی و ثقافتی سرگرمیوں کے روشن امکانات تھے۔ دوسری طرف ڈاکٹر ممتاز احمد خاں جیسی فعال شخصیت "الامین" جیسا دیانت دار عوامی ادارہ اور اقلیت کے لئے فلاحی اور تعلیمی کام انجام دینے والے سرگرم کارکنوں کی ایک بے مثال ٹیم تھی۔ گذشتہ بیس سال کے مشاہدہ سے یہ بات واضح تھی کہ کسی بھی بڑے سے بڑے مسئلہ کا حل نکالنے سے قبل معین الدین صاحب کسی سے بھی کوئی مشورہ نہیں کرتے بلکہ انتہا درجے کی رازداری برتتے ہیں اور اپنی صواب دید پر فیصلہ انجام دیتے ہیں۔ چنانچہ انہوں نے کافی غور و خوض کے بعد "الامین" کے حق میں فیصلہ کیا۔ ان کی دعوت پر ڈاکٹر ممتاز احمد خاں ۲ر اگست ۱۹۸۹ء کو کٹک آئے اور ٹرسٹ کے تمام پہلوؤں پر تبادلہ خیال کرنے کے بعد ۳ر اگست ۱۹۸۹ء کو قانونی طور پر اڑیسہ اردو لائبریری کے نئے ٹرسٹی مقرر کئے گئے۔ اس طرح حاجی معین الدین احمد نے اردو لائبریری کے ذریعہ "الامین" تحریک کو سرزمین اڑیسہ میں سرگرمی عمل کا ایک مستقل مرکز عطا کر کے صرف اڑیسہ ہی نہیں بلکہ مشرقی ہند کے

دُور دراز گوشوں تک اقلیت کی تعلیمی پیش رفت اور فلاح و بہبود کی راہیں کھول دیں اور اپنے خوابوں کا شیش محل ایک ایسے شخص کے حوالہ کر دیا جس نے اپنے خلوصِ عمل اور فعال شخصیت کی بنا ملک گیر پیمانہ پر اپنی شناخت قائم کر رکھی ہے۔

ڈاکٹر ممتاز احمد خاں کے نئے ٹرسٹی مقرر ہونے پر اردو کے ایک معروف.... دانشور ڈاکٹر کرامت علی کرامت نے اپنی خوشی کا اظہار کرتے ہوئے لکھا ہے کہ:—

"مجھے امید ہے کہ ڈاکٹر ممتاز احمد خاں کی مقتدر نگرانی میں "اڑیسہ اردو لائبریری" پورے مشرقی ہند میں اردو ثقافت کا مرکز بنے گی اس کے علاوہ جو لوگ یہ افواہ پھیلائے ہے تھے کہ حاجی معین الدین احمد اردو لائبریری کو اپنا ذاتی اثاثہ بنا کر اپنے ورثا کے حوالہ کر دیں گے۔ یہ دانشمندانہ اقدام ان لوگوں کے لیے تازیانہ عبرت ثابت ہوگا۔"

اس میں شک نہیں کہ بیس سال قبل حاجی معین الدین احمد نے اس خیال کے تحت لائبریری کی بنیاد رکھی ہوگی ؂

بد دعا دیں گے ہمیں بعد میں آنے والے
گھر نہ بنتا نہ سہی نیو تو رکھ دی ہوتی

اور آج اپنی بیس سالہ شب و روز کی لگن، انتھک محنت اور ایثار کا جیتا جاگتا نمونہ قوم کے حوالہ کر کے اسے ایسا "امین" عطا کر دیا کہ آنے والی نسل انھیں کبھی فراموش نہیں کر سکے گی —!!!

نیک خواہشات کے ساتھ
محبانِ اردو کے نام
منجانب
ڈاکٹر حفیظ اللہ نیولپوری، مرزا پور، بھدرک، اڑیسہ۔
756100



FOUNDER